بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بخش جار اللہ ، مدیر

نظرات

ہم اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ' کے بیحد شکر گزار ہیں کہ وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کی قومی تعلیمی پالیسی میں اسلامی تعلیمات پر مناسب توجہ دیتے ہوئے حکومت کے اس عزم کا اظہار کیا کہ 'جامعہ اسلامیہ' بہاولپور کو مکمل یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے گا ، جہاں عربی زبان و ادب اور اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم کی تعلیم و تدریس کا بھی معیاری انتظام ہوگا ۔ اس کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے جامعہ کو محکمۂ تعلیم کی براہِ راست تحویل میں دے دیا گیا ہے ۔ اور موجودہ تعلیمی سال سے درجہ اجازہ تک سائنسی تعلیم کا اجراء کر دیا گیا ہے ۔

اسی سلسلے میں وفاقی وزیرِ تعلیم نے ایک موقعے پر ، قومی اسمبلی میں ، وقفۂ سوالات کے دوران ، ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یقین دہانی کرائی کہ حکومت جامعہ اسلامیہ کو مکمل یونیورسٹی بنانے کا تہیہ کر چکی ہے ۔ اور اس کے لیے مناسب اقدامات عمل میں لائے جا رہے ہیں ۔

۹ جنوری ۱۹۷۴ء کو صوبائی وزیرِ تعلیم ، بہاولپور رونق افروز ہوئے تو انھوں نے جامعہ اسلامیہ کا تفصیلی معائنہ کیا ۔ جو ان کی گہری دلچسپی کا آئینہ دار تھا ۔ انھوں نے پریس کے نمائندوں کے سامنے اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا : یہ یونیورسٹی تمام یونیورسٹیوں سے مختلف ہوگی

اور اس میں سب سے زیادہ توجہ اسلامی تعلیم کے فروغ پر دی جائے گی آپ نے یہ بھی فرمایا : یہ یونیورسٹی نہ صرف قومی سطح پر اعلیٰ تعلیمی ادارہ ہوگا بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اس کا معیار قائم کیا جائے گا ۔

جامعہ میں ایم ۔ اے ۔ علوم اسلامیہ کا شعبہ پہلے سے کام کر رہا تھا ۔ امسال ایم ۔ اے ۔ عربی اور ایم ۔ اے ۔ تاریخ اسلام کے شعبوں کا بھی ازسر نو اجراء کیا گیا ہے ۔ حکومت کی مسلسل دلچسپی اور کام کی رفتار سے اندازہ کیا جاتا ہے کہ اگلے کئی سالوں میں اس کو کافی سے زیادہ ترقی ملے گی ۔

☆ ☆ ☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آج جب کہ ان صفحات کو لکھ رہے ہیں ملک میں تاریخی اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے ۔ یہ انعقاد (ان شا اللہ) نہ صرف پاکستان و ممالکِ اسلامیہ کے لیے بلکہ تمام عالم کے لیے تاریخ ساز ثابت ہوگا اور اتحادِ عالمِ اسلامی کی طرف ایک مثبت اور کامیاب قدم ۔

سقوطِ بغداد جس ذہنی انتشار کا نتیجہ تھا ۔ وہ خلافتِ عثمانیہ میں بھی بڑھتا رہا ۔ یوں تو اس پر تاریخِ اسلامی کے تمام مفکرین مضطرب رہے ۔ مگر اٹھارھویں صدی کے مفکرین ، امت کی از سرِ نو شیرازہ بندی پر خصوصی توجہ دینے لگے تھے ۔ ان میں شاہ ولی اللہؒ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۔ اگرچہ شاہ صاحب کا اندازِ بیان معروضی ہوتا ہے ۔ تاہم ان کی تصنیفات میں خلافت کے موضوع سے متعلق مباحث کے گہرے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ان کو اس کا شدید احساس تھا[1] ۔ شاہ صاحب

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کلماتِ طیبات ، ص ۱۵۸ مجتبائی پریس، ۱۸۹۱ء و راقم الحروف کا مضمون : شاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی ؛ مجلہ اکیڈمی علومِ اسلامیہ ، کوئٹہ ، جلد ۲ نمبر ۱ ، سیشن ۱۱ مارچ تا ۱۰ جولائی ۱۹۶۳ء ۔

چونکہ بات کو بالکل عیاں طریق پر کہنے سے پہلے اذہان کی تیاری کو ضروری جانتے ہیں اس لیے وہ باتوں کو عجیب پیرایہ میں کہہ جاتے ہیں - جن کو پڑھنے سے قاری کے دل میں غیر شعوری طور پر اسی قسم کے عواطف ابھرنے لگتے ہیں - ان کی تحریریں دھری کیفیت کی حامل ہیں - وہ ایک طرف شاہ صاحب کے الہامی اندازِ فکر (Ispiration) کی بے پناہ غماز ہیں تو دوسری طرف وہ بصیرت افروز (Inspiring) بھی ہیں - شاہ صاحب صرف مجمع العلوم و الفضائل (Encyclopaedist) ہی نہ تھے بلکہ علمی، سیاسی اور اصلاحی بہت سی تحریکات کے بھی جامع تھے - ان تحریکات کو انھوں نے عجیب حرکی (Dynamic) انداز سے شروع کیا جن کو ان کے بعد مختلف ادارات اور شخصیتوں نے آگے بڑھایا - انھوں نے نہ یہ کہ اپنے دور کے حالات کو ایک خاص رنگ دینے کی کوشش کی بلکہ ان کے سبب سے ان کے بعد بھی حالات و ظروف نے ان کے خیالات سے متاثر ہو کر ایک خاص شکل اختیار کی -

زیرِ بحث زاویے پر مولانا عبیداللہ سندھی اور علامہ موسیٰ جاراللہ نے اپنے وقت میں کسی حد تک کام کیا - سید جمال الدین افغانی کا نام ہر کس و ناکس کی زبان پر ہے - تحریکِ خلافت نے مسلمانوں کے اذہان کو اس کے لیے تیار کرنے میں مہمیز کا کام کیا، مفتی محمد عبدہٗ مصری، علامہ اقبال، مولانا محمد علی جوہر اور بابائے قوم محمد علی جناح کی خدمات کسی اعتراف یا تعارف کی محتاج نہیں ہیں -

ان عظماء کی بے لوث خدمتیں اسلامی سیکریٹریٹ کے قیام کا باعث بنیں اور اس تاریخی اسلامی سربراہی کانفرنس کی شکل میں ظاہر ہوئیں - اس کانفرنس کے انعقاد نے اغیار کو بتا دیا ہوگا کہ اسلامی اخوت محض تصور نہیں بلکہ ایک ابدی اور زندۂ جاوید حقیقت ہے جو حالات کے ہاتھوں وقتی طور پر دب تو سکتی ہے مگر مٹ نہیں سکتی کیونکہ اس کی

بنیاد کلمۂ طیبہ پر ہے :

''جو اس 'شجرۂ طیبہ' کی مانند ہے جس کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں پیوست ہیں اور اس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں میں چلی گئی ہیں ، جو خدا کے حکم سے ہر وقت (ابدی) ثمر دیتا ہے ۔''

پاکستانی عوام اور عوامی حکومت نے اس کانفرنس کے ذریعہ مسلم ، غیر مسلم اور دوست ، دشمن کے دلوں پر جو نقش بٹھایا ہے ۔ اس کو زمانہ کبھی زائل نہ کر سکے گا :

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

آج اس عظیم تاریخی شہر میں جہاں ایک 'دانائے راز' محو استراحت ہے ایک بار پھر گونج اٹھی ہے :

نیست از روم و عرب پیوند ما
نیست پابندِ نسب پیوندِ ما
دل بہ محبوبِ حجازی بستہ ایم
زین جہت با یکدگر پیوستہ ایم

☆ ☆ ☆

اسلامی تاریخی سربراہی کانفرنس کے اس عظیم تاریخی موقعہ پر ہمارے وفاق وزیرِ اطلاعات ، اوقاف و امورِ حج مولانا کوثر نیازی نے پاکستان کے مختلف شہروں میں عربی کی کلاسیں جاری کرانے کا نہایت ہی برمحل اور مستحسن اقدام کیا ہے ۔ عربی زبان ہماری روح اور ہمارے دل سے قریب تر ہے ۔ یہ اس کتاب مقدس کی زبان ہے جو دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کی ضامن ہے ۔ اور یہ اس محسن انسانیت کی زبان ہے جس نے انسانیت کو مساوات اور باہمی احترام کا درس دیا ۔ جس نے انسان کو انسان سے محبت کرنے کے آداب سکھائے جس نے آقاء اور غلام کو ایک صف میں کھڑا کیا ، جس نے انسانی عظمت کی بنیاد رنگ و نسل اور دولت

و ثروت سے ہٹا کر تقویٰ و طہارت اور محنت و جد و جہد پر رکھی ۔ جس نے جہالت کے فخر و غرور اور کبر و نخوت کو قیامت تک کے لیے اپنے پاؤں تلے روند دیا ۔ یہ ایک ایسی زبان ہے جس میں مسلمان کی سر بلندی اور اسلامی اتحاد کا راز مضمر ہے ۔ یہ انسانیت کی پہلی اورآخری زبان ہے ۔ یہ مسلمان کی اذان ، نماز ، دعا اور مناجات کی زبان ہے ۔ دعا ہے یہ ہماری دنیا کی زبان بھی رہے اور اس کے فروغ کی تمام تر کوششیں بار آور ہوں ۔

☆ ☆ ☆

جامعہ اسلامیہ کا قیام ۱۹۶۳ء میں ہوا اور اسی وقت سے یہ محسوس کیا جانے لگا کہ یہاں سے ایک ایسا مجلہ شائع کیا جائے اور جو جامعہ کے اساتذہ کرام اور ملک کے دیگر اہلِ علم کی علمی و تحقیقی کاوشوں کو منصہ شہود پر لائے ۔ اس خیال کے مطابق 'مجلہ' کے نام سے پہلا شمارہ شائع کیا گیا ۔ اس کی اشاعت ۱۹۶۴ء کی ابتداء میں ہوئی ۔ ۱۹۶۹ء تک یہ سلسلہ باقاعدگی کے ساتھ جاری رہا ۔ اس کے بعد ۱۹۷۳ء تک یہ سلسلہ بعض نامساعد حالات کے تحت منقطع رہا ۔

خدا کا شکر ہے کہ جناب ڈاکٹر سلیم خاں فارانی کے بحیثیت رئیس الجامعہ ، رونق افروز ہونے کے بعد جامعہ میں متعدد خوشگوار اصلاحات کے ساتھ ساتھ مجلہ کے از سرِ نو جاری کرنے کا سوال بھی زیرِ غور آیا ۔ گزشتہ سال اپریل میں تقریباتِ سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) و جشنِ آئین کے فوراً بعد یہ طے کر لیا گیا تھا کہ مجلہ جلد شائع کیا جائے ۔ اور اس کا افتتاحی شمارہ انھیں تقریبات میں دیے جانے والے محاضرات اور پڑھے جانے والے مقالات سے مزین ہو ۔ ڈیکلریشن کی بعض مجبوریوں کے سبب یہ کام برابر ملتوی ہوتا رہا ۔ بایںہمہ اس ذاتِ با برکات کے بے حد ممنون ہیں کہ اس نے اپنے لطف و کرم سے ہمیں بالآخر اس قابل بنا دیا کہ ہم اپنے قارئینِ کرام تک اپنا مجلہ پہنچا سکیں ۔ اس موقعہ پر اس کا اظہار قرینِ مصلحت ہے کہ مجلہ کے ڈیکلریشن و دیگر معاملات کی سرانجام دہی میں ہماری جامعہ کے سہتمم رانا محمد ارشد کی مخلصانہ

کوششوں کو خاصا دخل ہے۔

جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے : اس شمارے میں چند ایسے مضامین بھی شامل کیے جا رہے ہیں جو گزشتہ سال اپریل یا مئی میں شائع ہونا چاہیے تھے۔ لیکن چونکہ یہ مضامین وقتی نہیں بلکہ علمی ، تحقیقی اور ابدی افادیت کے حامل ہیں ، اس لیے اس التوا کے باوجود اشاعت کے مستحق ہیں۔ تاہم اس موقعہ پر اس حقیقت کا اعتراف ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس شمارے میں سیرت کے موضوع پر جس قدر عنوانات دیے گئے ہیں وہ موضوع کی وسعت اور اہمیت کے پیش ِ نظر یکسر ناکافی اور غیر مکتفی ہیں۔ ان سے پیاس بجھتی نہیں بلکہ تشنگی سوا ہوتی ہے۔ خدا کرے آئندہ شماروں میں ہم اس کے لیے کچھ تلافی کر سکیں۔ 'واللہ المستعان'

☆ ☆ ☆

اس شمارے میں نظرات کے بعد سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس کی مختصر روداد پیش کی گئی ہے۔ یہ محض کارروائی کی شرح و بسط نہیں بلکہ سیرت کی اہمیت پر ایک مختصر سا مضمون بھی ہے۔ قارئین ِ کرام کی عقیدت کی آبیاری کے لیے اس میں مولانا حالیؒ کے نعتیہ اشعار اور علامہ اقبال کی مثنوی سے اشعار بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔

منظومات میں پہلی نظم جناب ڈاکٹر سلیم خاں فارانی کی ہے۔ جو عقیدت کیشی اور فکر انگیزی کا بہترین امتزاج ہے۔ ذیل کا شعر ملاحظہ فرمائیے جو معرفت و وجدان کی بے پناہ کیفیات اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے :

آنکہ از فیضان ِ معراجش بلند از قدسیاں
رفعتے آمد میسر خاکیاں را در سجود

دوسری نظم 'ولادت ِ پاک' کے عنوان سے ہے۔ اس کو نظم کے بجائے اظہار ِ عقیدت میں غنچہ آرائی سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک طرح کی نثر ِ مرجز ہے جس کا ہر بند کچھ یوں مسکراتا

ہے جیسے :

گل مسکرا رہے ہوں   نعتیں سنا رہے ہوں
یادوں میں اس سحر کی   جس میں ہوئے ہویدا
مہر منیر عربی   پیارے رسول عربی

محاضرات میں پہلا مضمون مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کا ہے ۔ آپ نے اپنے مضمون سے نہایت وقیع اور محققانہ انداز میں یہ تاثر دیا ہے کہ اگرچہ انبیاء علیہم السلام کو عمر کے ایک خاص حصے پر جا کر مبعوث کیا جاتا رہا ہے ۔ مگر بعثت سے قبل کی زندگی کے اعمال و افعال اور اقوال و تقریرات بھی نبوی تنویرات کی عکاس ہوتی ہیں ۔ ان کے ظہور کی پہلی ساعت ہی سے ان کی تمام زندگی کا ہر گوشہ کچھ ایسا ہوتا ہے کہ :

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست

"من جوانب عظمة الرسول" عربی زبان میں ہے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی ، خانگی ، معاشرتی ، اخلاق و سیاسی زندگی کے بعض پہلوؤں کو لے کر عظمت و جلال نبوی سے روشناس کرانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ مضمون اگرچہ مختصر ہے تاہم عقیدت و محبت کا زمزمہ سنج ضرور ہے ۔

تحقیقی مقالات کے سلسلے کا پہلا مقالہ جناب ڈاکٹر مظہر بقاء صدر شعبۂ معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی کا ہے ۔ یہ مضمون ہمیں گزشتہ سال موصول ہوا تھا ۔ ہم معذرت خواہ ہیں کہ بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے اس کو بروقت طبع نہ کرا سکے ۔ موضوع بحث نہایت اہم اور تحقیقی نوعیت کا ہے ۔ حضرت حسن بصری رح کے حضرت علی رض سے اتصال و انقطاع کے مسئلے میں فاضل مصنف ، "للہ الحجة البالغة" حضرت شاہ ولی اللہ کی حیرت کا ذکر کر کے خود بھی ورطۂ حیرت میں رہ گئے ہیں ۔ بحث کچھ اس انداز پر ختم ہوئی ہے کہ ہمارے فاضل مصنف کا انداز قاری کے سامنے تحیر و حیرت کی ایک عجیب 'غیر فیصلہ شدہ' تصویر پیش کرتا ہے ۔

شاہ صاحب جیسے عظیم انسان کی حیرت کے بعد یہ انداز قابلِ عذر بھی ہے - لیکن میں یہ کہنے کی اجازت چاہوں گا کہ شاہ صاحب کی حیرت فیصلہ نہ کر سکنے کے سبب نہیں ، بلکہ 'قیاس و استحسان' میں دائر ہے اور زبانِ حال سے کچھ یوں گویا ہے :

گوش نزدیکِ لبم آر کہ آوازے ہست

اس اشارے کے بعد یہ بات واضح ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے ایک فیصلہ دے دیا ہے - اگرچہ عزیزوں کی برملا دل آزاری سے بھی گریز کیا ہے - یہ ایک ایسا نازک تر کام ہے جس کو شاہ صاحب ہی نبھا سکتے ہیں ، ورنہ :

ہر ہوسناکے نہ داند جام و سنداں باختن

سلسلۂ مقالات کا دوسرا مضمون المعلقات ہے - 'غزواتِ نبوی پر ایک نظر' کے تحت اہم غزوات کے وجوہات ، پس منظر اور اثرات پر بحث کی گئی ہے - یہ مضمون ہمارے ریسرچ سکالر مولانا عبدالرشید کا ہے - آپ ایک محنتی اور فرض شناس نوجوان ہیں -

آخری مضمون مصطلحات علم الفرائض پر ہے - عنوان کو دیکھنے سے احساس ہوتا ہے کہ علم الفرائض کی مصطلحات کو ابجد کی ترتیب سے درج کر کے ان کی تشریح کی جائے گی - لیکن فاضل مصنف نے اس عنوان کے تحت 'علم الفرائض' کے مشہور درسی متن 'سراجیہ' کا ترجمہ و تلخیص مرتب کی ہے - حضرت مولانا غلام فرید ، بہاولپور کے جید علماء میں سے ہیں - انھوں نے 'افتاء' پر کافی عرصہ کام کیا ہے - ہمیں توقع ہے کہ قارئین اس مضمون کو مفید پائیں گے -

'متفرقات' میں جامعہ کے کتب خانہ کی فہرست مضمون وار شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے - اس میں وقتاً فوقتاً اور مضامین بھی آ سکیں گے - اس شمارے میں صیغۂ عام اور فلسفے پر کتب کی فہرست شامل ہے -

☆ ☆ ☆